تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ
انٹرنیٹ گزٹ

المنار

جلد نمبر: 5
مئی: 2015
شمارہ: 05

زیرِ نگرانی: شعبہ اشاعت ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے

مجلس ادارت: عطاء القادر طاہر، سید حسن خان، آصف علی پرویز، رانا عبدالرزاق خان
منیجر: سید نصیر احمد

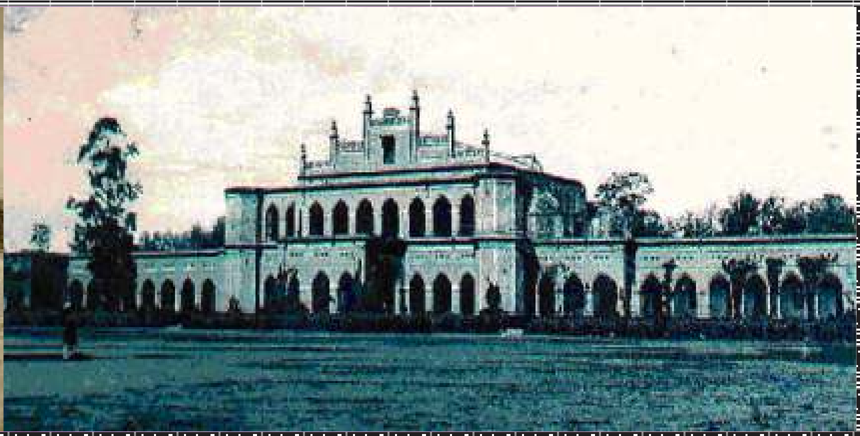

Taleem-Ul-Islam College
Old Students
Association - U.K

53, Melrose Road,
London, SW18 1LX.
Ph. : 020 8877 5510
Fax: 020 8877 9987
e-mail:
ticassociation@gmail.com

المنار ہر ماہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر upload کر دیا جاتا ہے۔ آپ گزشتہ شمارے دیکھنا چاہیں تو Periodicals کے حصّہ میں جا کر ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ المنار کو ہمیشہ آپ کی آراء کا انتظار رہتا ہے۔ (ادارہ)

قال اللہ تعالیٰ

وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو وہ خرچ کرتے ہیں اس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے ہیں، اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔ اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے ایسے صدقہ سے کہ کوئی آزار اس کے پیچھے آ رہا ہو۔ اور اللہ بے نیاز (اور) بردبار ہے۔

(سورۃ البقرۃ: 263-264)

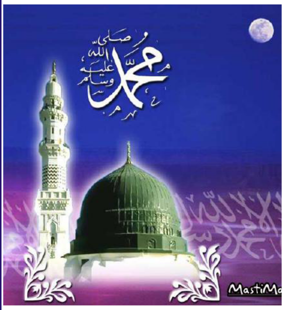

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے، لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جنت کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے، لوگوں سے دور ہوتا ہے، جنت سے دور ہوتا ہے لیکن دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ ان پڑھ سخی بخیل عابد سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ نمبر 700)

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

احسان کرنے والوں کو خدا تعالیٰ نے متنبہ کرنے کے لئے فرمایا ہے: یعنی اے احسان کرنے والو! اپنے صدقات کو جن کی صدق پر بناء چاہیئے۔ احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو یعنی صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے پس اگر دل میں صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہیں رہتا۔ بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہوتی ہے۔ غرض احسان کرنے والے میں یہ ایک خامی ہوتی ہے کہ کبھی غصہ میں آ کر اپنا احسان بھی یاد دلا دیتا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ نمبر 354)

ارشاد سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

☆ فائدہ تو تبھی ہے جب کسی مقصد کو پُورا کرنے کے لئے آپ اس ایسوسی ایشن کو ذریعہ بنائیں۔ ☆ نیکیوں کی جاگ لگانا بھی ایسوسی ایشن کا کام ہونا چاہیئے۔ ☆ اپنی ایسوسی ایشن کو آرگنائز کر کے منصوبہ بندی کریں کہ کس حد تک آپ پاکستان کے غریب احمدی طلباء کی مدد کر سکتے ہیں۔ ☆ اللہ کرے کہ یہ ایسوسی ایشن پہلے سے بڑھ کر فعال ہو اور اپنا کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دینے والی ہو۔

(الفضل ربوہ 13 اگست 2011)

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا سالانہ عشائیہ

منعقدہ مورخہ 14 فروری 2015 بمقام طاہر ہال بیت الفتوح

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی بابرکت تشریف آوری اور تقریب سے خطاب

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی سالانہ تقریب مورخہ چودہ فروری بروز ہفتہ طاہر ہال بیت الفتوح لندن

میں منعقد ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

آمد سے قبل دو ٹیموں میں بیت بازی کا دلچسپ مقابلہ ہوا اور کالج کے چند سابقہ طلبائے کرام نے زمانہ طالبعلمی کے بارہ میں ایمان افروز اور دلچسپ واقعات سنائے۔ دیگر مقررین کے علاوہ مکرم و محترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے اور مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے بھی خطاب

فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم و محترم سید نصیر احمد شاہ صاحب نے کی اور ترجمہ پیش کیا۔ تلاوت کے بعد مکرم و محترم مرزا عبدالباسط

صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام ترنم سے پیش کیا۔ بعد ازاں خاکسار مبارک صدیقی نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے گزشتہ ایک برس کی رپورٹ پیش کی جو کچھ اسطرح تھی:

''پیارے آقا! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ گزشتہ ایک سال کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔ گزشتہ ایک سال میں تجنید کے شعبے کو improve کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اب دوسو دس سے بڑھ کے ہماری

تجنید دوسو ساٹھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ ہمارا رسالہ المنار باقاعدگی سے ہر ماہ انٹرنیٹ گزٹ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

ہماری ایسوسی ایشن نے مکرم زرتشت منیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے کے ساتھ ایک ادبی نشست کا اہتمام کیا۔ اس طرح جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر سابقہ طلباء کی انٹرنیشنل میٹنگ منعقد ہوئی۔ یہاں بیت الفتوح میں مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید صاحب کی منظوم کتاب 'برگ خیال' کی تقریب رونمائی بھی منعقد کی گئی۔

دوران سال کل پانچ ہزار پاؤنڈ حقوق طلباء فنڈ اور افریقن ممالک کے طلباء کی مدد کے لئے پیش کئے گئے۔ اس سال ہمارا ٹارگٹ ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ کی رقم افریقہ میں ہمارے کسی سکول میں جدید کمپیوٹر لیب بنانے کے لئے پیش کریں۔ ہمیں علم ہے کہ یہ

ہماری ابتدائی کوششیں ہیں اور انشاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ ہماری کارکردگی بہتر ہوتی چلی جائے گی۔

گزشتہ کچھ سالوں کی طرح اس سال بھی سپورٹس ریلی منعقد کی گئی۔ تعلیم الاسلام کالج کی کھیلوں کی روایات کو برقرار رکھنے کے لئے باسکٹ بال کی گیم کو رواج دینے کا پروگرام بنایا گیا ہے اور گزشتہ برس دومرتبہ باسکٹ بال کے مقابلہ جات کروائے گئے۔

ہماری ایسوسی ایشن کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ گزشتہ ایک برس میں ہمارے دو پروگراموں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شامل ہوئے۔ گزشتہ برس پچیس جنوری کو سالانہ عشائیہ میں حضور انور نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اسکے علاوہ پندرہ نومبر کو محمود ہال میں منعقد ہونے والی ہماری ایک ادبی نشست میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرکت فرمائی اور حضور از راہ شفقت بہت دیر تک ایسوسی ایشن کے ممبران کے درمیان موجود رہے۔ اور آج بھی ہم بفضلہ تعالیٰ یہ یادگار بابرکت دن دیکھ رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں امام وقت کے ارشادات پر عمل کرنے کی، مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اب خاکسار نہایت ادب و احترام کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست گزار ہے کہ آپ ایسوسی ایشن کے ممبران سے خطاب فرمائیں۔''

خطاب سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ، تشہد وتعوّذ کے بعد فرمایا:

"جیسا کہ رپورٹ میں مبارک صدیقی صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی ایسوسی ایشن تعداد کے لحاظ سے بھی اور قربانی کے لحاظ سے بھی ترقی کر رہی ہے۔لیکن ابھی بھی میرے خیال میں اس کی تعداد میں اضافے میں کافی گنجائش موجود ہے۔قربانی کا جہاں تک سوال ہے جماعت احمدیہ کے افراد جو اس ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں ان کو تو مالی قربانی میں مختلف جگہوں پر قربانی دینی پڑتی ہے اس لئے میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں اضافہ ضرور کریں لیکن اگر تعداد میں اضافہ کریں تو کچھ نہ کچھ قربانی میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ایک زمانہ تھا جب آپ نے ایسوسی ایشن شروع کی تو آپ نے پانچ سو یا سات سو پاؤنڈ اور پھر ہزار پاؤنڈ جو دیئے تو بڑے فخر سے بتایا جاتا تھا کہ ہم نے اتنی قربانی دی ہے۔آج مبارک صدیقی صاحب اس خواہش کا اظہار کر رہے ہیں یا بڑا ambitious پروگرام انہوں نے بنایا ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ کی قربانی دیں گے۔لیکن یہ دیکھ لیں کہ غیر ضروری بوجھ کسی پہ نہ پڑے ۔جہاں تک ضرورت کا سوال ہے پہلے صرف ابتدا میں میں

نے کہا تھا کہ ٹی آئی کالج یا ٹی آئی سکول کے طلباء کیلئے، غریب طلباء کے لئے مالی مدد کریں تا کہ اُن کی بہتر تعلیم پر خرچ کیا جاسکے اور ان کو تعلیم دلوائی جا سکے۔لیکن خدمت خلق کی جب عادت پڑ جائے تو پھر انسان کا دل چاہتا ہے کہ دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبارک صدیقی صاحب نے اس دائرے کو وسیع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔اللہ کرے کہ ان کی خواہش پوری بھی ہوجائے کیونکہ افریقہ میں ہمارے جو سکول ہیں، ہائر سیکنڈری سکول میں طلباء تقریباً کالج کے لیول تک بھی پہنچ جاتے ہیں۔اُن میں ٹیکنیکل تعلیم دلوانے کے لئے یا کمپیوٹرز کی تعلیم دلوانے کی لئے بعض چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اور اگر اس سلسلے میں آپ کوشش کریں تو بڑی اچھی بات ہے۔لیکن ساتھ ہی میں تعلیم الاسلام کالج کے ان طلباء سے جو کسی نہ کسی فیلڈ میں skill رکھتے ہیں، کسی

پروفیشن میں ہیں ان سے یہ کہوں گا کہ جو وقت دے سکتے ہوں وہ احمدیہ انجینئرز اینڈ آرکیٹیکٹ ایسوسی ایشن کے تحت وہاں جائیں اور کام کریں۔ مالی مدد اگر نہیں کر سکتے تو کم ازکم وہاں جا کے اپنے پیشے کے لحاظ سے مدد کی کوشش کریں۔ یہاں بعض ریٹائرڈ انجینئرز بھی ہونگے اگر وہ کچھ وقت دے سکتے ہوں تو ہمیں وہاں مساجد یا مشن ہاؤسز کی تعمیر کے لئے یا بعض تعمیری کاموں میں نگرانی کے لئے بھی ضرورت ہے اور یقیناً میرے خیال میں آپ کے یہاں کافی ایسے لوگ ہونگے جنہوں نے سول انجینئرنگ کی ہوگی۔ آرکیٹیکچر میں کچھ کیا ہوگا یا اس کے علاوہ بھی کوئی نہ کوئی ٹیکنیکل علم ان کے پاس ہوگا جس سے وہ مدد کر سکتے ہیں۔ تو اگر یہ تنظیم ٹی آئی کالج ایسوسی ایشن اس لحاظ سے بھی آرگنائز کرنے کی کوشش کرے اور آئی ٹرپل اے ای کے ساتھ یا ہیومینیٹی فرسٹ کے ساتھ کوآرڈی نیٹ کرے تو یہ بھی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اللہ کرے کہ ان نئے میدانوں میں بھی آپ میں سے بہت سارے لوگ پیدا ہوں اور اگر خود نہیں تو کم ازکم اپنے بچوں کو encourage کر سکتے ہیں کہ وہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام جو یہاں پڑھے ہوئے ہیں، وہ بھی جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان سے آئے ہوؤں کو، ٹی آئی کالج کے پڑھے ہوئے بہت سے افراد کو یہاں ان ملکوں میں، خاص کر یوکے میں سیٹل کیا ہے۔ آپ کے بچوں نے اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی ہے اور کسی نہ کسی پروفیشن میں وہ کام بھی کر رہے ہیں۔ اگر یہی skill آگے منتقل کرنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بھی ایک انسانیت کی خدمت ہوگی۔ اللہ کرے کہ آپ لوگ اس لحاظ سے بھی سوچیں اور اپنے کام کو آگے بڑھائیں۔

بس یہ چند الفاظ ہی میں کہوں گا کیونکہ نماز کا وقت بھی انشاءاللہ ہو رہا ہے۔ آج یہ مجلس ابھی تک تو مبارک صدیقی صاحب کی موجودگی میں پہلی مجلس ہے جس میں اتنی سنجیدگی سے بغیر کسی لطیفے کے سارے مراحل گزر گئے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ کھانے سے پہلے مبارک صاحب کم ازکم اس کی سنجیدگی کو دور کرنے کے لئے اپنے مزاج کے مطابق کوئی نہ کوئی لطیفہ ضرور بیان کر دیں۔"

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد خاکسار نے اپنی ایک مزاحیہ نظم پیش کی۔ بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور پھر ایسوسی ایشن کے ممبران کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہماری یہ تقریب بہت بابرکت اور یادگار رہی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہمیشہ حامی و ناصر ہو اور ہمیں حضور انور کے ہر فرمان پر ہر نصیحت پر اور ہر اشارے پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین۔

ضروری اعلانات

کیا آپ تعلیم الاسلام کالج میں زیر تعلیم رہ چکے ہیں؟

کیا آپکا نام ہماری تجنید میں شامل ہے؟

کیا آپکو ہمارے پروگراموں کی اطلاع مل رہی ہے؟

رانا عبدالرزاق خان

سیکرٹری تجنید

فون نمبر: 07886304 637

کیا آپکو ہمارا ماہنامہ ای گزٹ المنار بذریعہ ای میل مل رہا ہے۔ اگر نہیں تو ابھی خاکسار کو فون کریں یا اپنا ای میل ایڈریس TEXT کریں:

سید نصیر احمد شاہ

فون نمبر: 07762366929

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا نیا پروجیکٹ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہماری ایسوسی ایشن کو افریقن ملک ساؤ ٹومے میں ایک پرائمری سکول بنانے کے منصوبے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور اس سکول کا نام تعلیم الاسلام پرائمری سکول تجویز فرمایا ہے۔ اس منصوبے کی کل لاگت اندازاً بیس ہزار پاؤنڈ ہے۔ ایسوسی ایشن کے تمام ممبران سے درخواست ہے کہ نیکی کے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور آج ہی اپنا وعدہ لکھوائیں یا چیک درج ذیل نام پر بجھوائیں:

TI College Old Students Association

مبارک صدیقی

فون نمبر: 07951406634

صدر تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے

المنار آپکا اپنا رسالہ ہے ازراہ کرم ہمیں اپنی تجاویز اور تحریرات بجھواتے رہیں۔ اگر آپ کے پاس کالج کے زمانے کی کوئی نادر تصویر موجود ہے تو وہ بھی اشاعت کے لئے بجھوائیے۔

اسسٹنٹ سیکریٹری اشاعت

خط و کتابت کے لئے ہمارا پتہ نوٹ فرمالیں۔

Talimul Islam College Old Students Association
Baitul Futuh Mosque, 181 London Road,
Morden Surrey, SM4 5PT
United Kingdom.

ابن انشاء

انشاء جی اٹھو اب کوچ کرو، اس شہر میں جی کو لگانا کیا
وحشی کو سکوں سے کیا مطلب، جوگی کا نگر میں ٹھکانہ کیا

اس دل کے دریدہ دامن کو، دیکھو تو سہی سوچو تو سہی
جس جھولی میں سو چھید ہوئے، اس جھولی کا پھیلانا کیا

شب بیتی چاند بھی ڈوب چلا، زنجیر پڑی دروازے پہ
کیوں دیر گئے گھر آئے ہو، سجنی سے کروگے بہانہ کیا

پھر ہجر کی لمبی رات میاں، سنجوگ کی تو یہی ایک گھڑی
جو دل میں ہے لب پر آنے دو، شرمانا کیا گھبرانا کیا

اس حسن کے سچے موتی کو، ہم دیکھ سکیں پر چھو نہ سکیں
جسے دیکھ سکیں پر چھو نہ سکیں، وہ دولت کیا وہ خزانہ کیا

اس کو بھی جلا دُکھتے ہوئے من! ایک شعلہ لال بھبوکا بن
یوں آنسو بن بہہ جانا کیا، یوں پانی میں مل جانا کیا

جب شہر کے لوگ نہ رستہ دیں، کیوں بن میں نہ جا بسرام کرے
دیوانوں کی سی نہ بات کرے تو اور کرے دیوانہ کیا

تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلباء افریقن ممالک میں وقف عارضی کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں

پیارے بھائیو...!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ چودہ فروری 2015 کو ہماری ایسوسی ایشن کے سالانہ عشائیہ سے خطاب فرماتے ہوئے ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ایسوسی ایشن کے ایسے ممبران جو کسی نہ کسی شعبہ میں مہارت رکھتے ہوں اور وقت دے سکتے ہوں وہ افریقن ممالک میں ہماری مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے لئے یا بعض تعمیری کاموں میں نگرانی کے لئے احمدیہ انجینئرز ایسوسی ایشن کے تحت وہاں جائیں۔

پیارے بھائیو! ہمارے لئے یہ بہت اعزاز کی بات ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور شفقت کے طفیل ہمیں اس خدمت کا موقع مل رہا ہے اس لئے تمام ایسے ممبران سے جو وقت دے سکتے ہیں، درخواست ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کریں۔ اس سلسلے میں ہماری بات مکرم ومحترم اکرم احمدی صاحب سے بھی ہوئی ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ اگر زیادہ مدت کے لئے نہیں تو تقریباً دو مہینے کے لئے بھی اپنے آپ کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ اگر آپ کسی شعبے میں مہارت نہیں بھی رکھتے لیکن تعمیراتی کاموں کی نگرانی کر سکتے ہیں تو بھی ہم سے ضرور رابطہ کریں ہم آپکو تمام ضروری معلومات فراہم کریں گے۔ اسی طرح ہمارے ایسوسی ایٹ ممبران یعنی تعلیم الاسلام کالج ایسوسی ایشن کے ممبران کے بچے اگر تعمیراتی کاموں کے کسی شعبہ میں مہارت رکھتے ہوں تو وہ بھی اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں۔ اگر اس سلسلے میں آپکے ذہن میں کوئی سوال ہے تو بھی ہم سے رابطہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہر نصیحت پر ہر آواز پر ہر تحریک پر لبیک کہنے والا بنائے آمین۔

والسلام

مبارک صدیقی

صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے

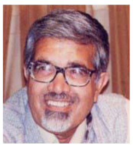

پرویز پروازی....اجنبی

اک زمانہ ہوا
ایک گمنام سی
راہ کے موڑ پر
دو مسافر ملے!
چند لمحے رُکے
اور پھر چل دیئے
اجنبی ہو گئے
ان کے دل میں مگر
ایک بے نام سی
آرزو کی کلی
کھل اُٹھی!
بات کچھ بھی نہ تھی
اک فسانہ ہوا
اک زمانہ ہوا

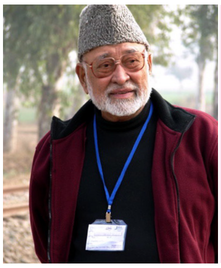

تعلیم الاسلام کالج کے سابق طالبعلم
مکرم ومحترم بشیر احمد رفیق خان صاحب
سابق امام مسجد فضل لندن کے ساتھ ایک مختصر نشست

سوال: آپ نے کب تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لیا اور اُن دنوں کالج کا کیا ماحول تھا؟

جواب: ستمبر ۱۹۴۹ء میں یہ عاجز تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخل ہوا اور اپنے لئے آرٹس کے مضامین کا انتخاب کیا۔ چونکہ میں آرٹس کا طالب علم تھا۔ اسلئے میرا رابطہ زیادہ تر آرٹس کے اساتذہ سے ہی رہتا تھا۔ کالج کے اس دور میں کالج کو بہترین، عالم فاضل اور قابل اساتذہ میسّر تھے جن کا واحد مشن یہ تھا کہ کالج کو ہر لحاظ سے دوسرے کالجوں کی نسبت نمایاں مقام دلایا جائے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انہیں اس میں زبردست کامیابی بھی نصیب ہوئی۔ سائنس سے میرا کوئی تعلق تو نہ تھا لیکن سائنس کے اُستاد حضرت سید سلطان محمود شاہد صاحب سے بہت جلد گہرا دوستانہ تعلق قائم ہوگیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب، اخلاق حَسنہ کے خوبصورت اور خوشنما گلدستہ کی طرح تھے اور طلباء کے ساتھ مجسّم پیار اور محبت کا سلوک کرنے کی وجہ سے نہایت ہردلعزیز بھی تھے۔

جناب شاہ صاحب نہایت منکسر المزاج انسان تھے۔ آپ کے چہرہ پر ہر وقت ایک دلفریب مسکراہٹ رہتی تھی جو ہر کسی کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ یوں بھی آپ مردانہ حُسن کے شاہکار تھے۔ میں سائنس میں آپ کا شاگرد نہ ہونے کے باوجود آپ کی شفقتوں اور محبتوں کا مورد رہا۔ تعلیم کے اوقات کے بعد میں اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور دیر تک آپ کی پُرلطف گفتگو سے مستفید ہوتا تھا۔ آپ میں تکلف نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ طلباء سے بھی بہت بے تکلفی، سادگی اور شفقت آمیز رنگ میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ہماری آپس کی محبت کا یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ باقی اساتذہ کے متعلق آپ کے بقول اس چھوٹی سی نشست میں سب کا ذکر نہیں ہوسکتا مگر انکے حسن کردار کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

سوال: زمانہ طالبعلمی کا کوئی دلچسپ واقعہ اگر آپ ہمیں بتانا چاہیں۔

جواب: کالج کی سائنس سوسائٹی نے صوبہ سرحد موجودہ خیبر پختونخواہ کے دورے کا پروگرام بنایا۔ تو جناب شاہ صاحب نے بہت اصرار کیا کہ میں بھی اُن کے ساتھ چلوں۔ چنانچہ میں دورہ میں شامل رہا۔ پروگرام کے مطابق سوسائٹی کو پشاور سے براستہ مردان، مالاکنڈ، جانا تھا اور راستے میں بعض بجلی گھروں کو دیکھنا تھا۔ ہم بذریعہ ٹرین درگئی پہنچے۔ درگئی کی سرحد قبائلی علاقے سے ملتی ہے اور اُن دنوں یہ محفوظ علاقہ نہیں تھا۔ جناب شاہ صاحب نے طلباء کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو قبائلی رسم و رواج کے خلاف ہو اور اُنہیں مشتعل کرنے کا باعث ہو۔ لیکن باوجود جناب شاہ صاحب کی نصیحت کے ایک طالب علم نے ایک پٹھان قبائلی دوکاندار سے سودا خریدنے کی کوشش کی تاہم اس دوران کسی غلط فہمی کی بناء پر کچھ تلخ کلامی ہوگئی اور اس دوکاندار نے طالب علم کو پکڑ کر دکان میں بند کردیا اور باہر جاکر ایک ٹانگہ لے آیا جس میں یرغمالی طالب علم کو قبائلی علاقے میں لے جانا تھا۔ جب جناب شاہ صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ بے حد متفکر اور پریشان ہوگئے اور مجھے فرمایا کہ تم بھی پٹھان ہو اور قبائلیوں کے ہم زبان ہو تم جاکر کوشش کرکے کسی طرح طالب علم کو چھڑا لاؤ۔ میں دعا کرکے بازار بھاگا بھاگا گیا۔ اور دیکھا کہ دو مسلح قبائلیوں کے نرغہ میں طالب علم ٹانگہ پر سوار ہو چکا ہے۔ میں نے قبائلیوں کو السلام وعلیکم کہنے کے بعد پشتو زبان میں طالبعلم کی رہائی اور معافی کی درخواست کی دونوں مسلح قبائلی حیرت زدہ ہوگئے کہ میں پٹھان ہوں۔ تھوڑی دیر بعد باہمی تعارف کی گفتگو کے بعد میں نے اُن سے کہا کہ یہ کالج کا طالب علم ہے لاہور سے آیا ہے اور ہمارا مہمان ہے۔ پٹھان کبھی بھی اپنے مہمانوں کو گزند نہیں پہنچاتے بلکہ اُن کی حفاظت کیا کرتے ہیں۔ اسلئے تمہیں پختون رواج کے مطابق حسن سلوک سے کام لیتے ہوئے اس طالب علم کو رہا کردینا چاہیئے۔ ساتھ ہی میں نے طالب علم سے کہا کہ وہ اُن سے معافی مانگے۔ قبائلیوں کے دلوں میں رحم پیدا ہوا اور طالبعلم کو میرے حوالے

کردیا۔میں نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور ہم حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔کچھ دیر بعد شاہ صاحب نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔کہ عجیب بات ہے کہ میں نے تمہیں اس دورہ پر جانے کی اصرار سے دعوت دی۔اور تمہیں دعوت دینے کی تحریک بڑے زور سے میرے دل میں ڈالی گئی تھی۔اب سمجھ آئی کہ اللہ تعالیٰ کالج کو اس بدنامی سے بچانا چاہتا تھا کہ اس کا ایک طالب علم اغوا ہوگیا ہے۔نیز فرمایا کہ تمہارے جانے کے بعد میں دعاؤں میں لگ گیا اور میرا دل اس طالبعلم کی رہائی کے لئے پگھل کر آستانہ الٰہی پر سجدہ ریز ہوگیا۔

سوال: اس تعلیمی ادارے کی ایک بہت بڑی خوش قسمتی یہ بھی رہی کہ اسے براہ راست خلیفۃ المسیح کی راہنمائی بھی حاصل تھی۔اس کا کوئی واقعہ آپ بیان کرنا چاہیں۔

جواب: اپریل ۱۹۵۰ء میں تعلیم الاسلام کالج لاہور کا پہلا جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا۔کالج کی خوش قسمتی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خود نفسِ نفیس اس میں شامل ہوئے اور آپ نے نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا۔کالج کا ہال طلباء،اساتذہ اور مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔اردگرد کے کالجوں کے پرنسپل صاحبان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔اخبارات کے نمائندگان بھی شریک محفل تھے۔

حضورؓ نے طلباء کی توجہ اُن کی اُن ذمہ داریوں کی طرف دلائی جو بحیثیت ایک نئی مملکت کے شہری ہونے کے اُن پر عائد ہوتی تھی۔حضور اقدس کا یہ پُرمعارف اور ولولہ انگیز خطاب ایک گھنٹہ سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔تقریر کے آخر میں حضورؓ نے نہایت پُرجوش انداز میں فرمایا:

''پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! اسلام کے بہادر سپاہیو! ملک کی اُمید کے مرکزو! قوم کے سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین، تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور اُمید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔''

اس تقریب میں شرکت کرنے والے معززین میں سے چند ایک نام یہ ہیں: جناب مشتاق حسین صاحب میئر لاہور، سید جمیل حسین صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور، مسٹر ترمذی ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیماتِ عامہ پنجاب نیز صوبہ پنجاب کے ماہرینِ تعلیم اور مدیرانِ جرائد بھی موجود تھے۔

خاکسار نے ۱۹۵۳ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا جس کی صدارت جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ نے کی۔خاکسار نے بھی ان کے دستِ مبارک سے سند وصول کی۔

سوال: تعلیم الاسلام کالج کے ڈسپلن کے بارہ میں کوئی واقعہ بیان فرمائیں۔

جواب: تعلیم الاسلام کالج لاہور کا ڈسپلن مثالی تھا،طلباء کا تعلق جناب پرنسپل صاحب کے ساتھ دوستانہ تھا۔حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔آپ خوش شکل اور خوش لباس انسان تھے۔بارُعب شخصیت کے مالک تھے۔ایک دفعہ جناب

ڈاکٹر عبادت بریلوی جو غالباً اُن دنوں اورنٹیل کالج کے پرنسپل تھے۔تعلیم الاسلام کالج لاہور میں کالج یونین کی دعوت پر خطاب کرنے تشریف لائے۔تمام طلباء اور اساتذہ کالج ہال میں جمع ہو گئے۔جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب کی تقریر کے دوران چند منٹ کے لئے اچانک بجلی فیل ہوگئی اور ہال میں گھُپ اندھیرا چھا گیا۔حضرت پرنسپل نے طلباء کو خاموش رہنے کے لئے کہا۔چند منٹ بعد بجلی آ گئی اور کاروائی دوبارہ شروع ہوئی تو جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی نے کہا کہ میں کالجوں کی ایسی تقاریب میں شامل نہیں ہوتا کیونکہ طلباء کا روّیہ مقررین سے بعض اوقات اچھا نہیں ہوتا۔لیکن جب آپ کے کالج کی طرف سے مجھے دعوت ملی تو چونکہ میں نے سُن رکھا تھا کہ تعلیم الاسلام کالج لاہور کا ڈسپلن مثالی ہے سو میں چلا آیا اور مجھے بے حد حیرت ہوئی جب بجلی فیل ہونے کے دوران بھی طلباء نے انتہائی ڈسپلن اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے معمولی آواز بھی بلند نہیں کی۔

(انٹرویو: رانا عبدالرزاق خان)

جستہ جستہ

انگریزوں کا وطیرہ ہے کہ وہ کسی عمارت کو اس وقت تک خاطر میں نہیں لاتے جب تک وہ کھنڈر نہ ہو جائے۔ اسی طرح ہمارے ہاں بعض محتاط حضرات کسی کے حق میں کلمہ خیر کہنا روا نہیں سمجھتے تاوقتیکہ ممدوح کا چہلم نہ ہو جائے۔ آغا کو بھی ماضی بعید سے، خواہ اپنا ہو یا پرایا، والہانہ وابستگی تھی۔ جس کا ایک ثبوت ان کی 1927ء ماڈل کی فورڈ کار تھی جو انہوں نے 1955ء میں ایک ضعیف العمر پارسی سے تقریباً مفت لی تھی۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ چلتی بھی تھی اور وہ بھی اس میانہ روی کے ساتھ محلے کے لونڈے ٹھلوے جب اور جہاں چاہتے چلتی گاڑی میں کُود کر بیٹھ جاتے۔ آغا نے کبھی تعرّض نہیں کیا۔ کیونکہ اگلے چوراہے پر جب یہ دھکڑ دھکڑ کر کے دم توڑ دیتی تو یہی سواریاں دھکّے لگا کر منزل مقصود تک پہنچا آتیں۔ اس صورت میں پٹرول کی بچت تو خیر تھی ہی، لیکن بڑا فائدہ یہ تھا کہ انجن بند ہو جانے کے سبب کار زیادہ تیز چلتی تھی۔ واقعی اس کار کا چلنا اور چلانا معجزہ فن سے کم نہ تھا۔ اس لئے کہ اس میں پٹرول سے زیادہ خون جلتا تھا۔ آغا دل ہی دل میں کُڑھتے اور اپنے مصنوعی دانت پیس کر رہ جاتے۔ لیکن کوئی یہ کار بطور ہدیتاً لینے کے لئے بھی رضامند نہ ہوتا۔ کئی مرتبہ تو ایسا ہوا کہ تنگ آ کر آغا کار کو شہر سے دور کسی پیپل کے نیچے کھڑا کر کے راتوں رات بھاگ آئے۔ لیکن ہر مرتبہ پولیس نے کار سرکاری خرچ پر ٹھیل ٹھال کر آغا کے گھر بحفاظت تمام پہنچا دی۔

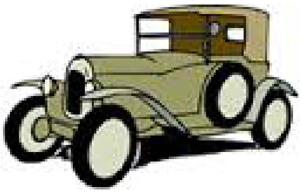

غرضیکہ، اس کار کو علیحدہ کرنا اتنا ہی دشوار نکلا جتنا اس کو رکھنا۔ پھر یہ بات بھی تھی کہ اس سے بہت سے تاریخی حادثوں کی یادیں وابستہ تھیں جن میں آغا بے عزتی سے بری ہوئے تھے۔ انجام کار، ایک سہانی صبح فورڈ کمپنی والوں نے ان کو پیغام بھیجا کہ یہ کار ہمیں لوٹا دو۔ ہم اس کو پبلسٹی کے لئے اپنے قدیم ماڈلوں کے میوزیم میں رکھیں گے اور اس کے بدلے سال رواں کے ماڈل کی بڑی کار تمہیں پیش کریں گے۔ شہر کے ہر کافی ہاؤس میں آغا کی خوش نصیبی اور کمپنی کی فیاضی کے چرچے ہونے لگے اور یہ چرچے اس وقت ختم ہوئے جب آغا نے اس پیش کش کو حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا۔

کمپنی خاموش ہو گئی اور آغا مدتوں اس کے مقامی کارندوں کی نااہلی اور ناعاقبت اندیشی پر افسوس کرتے رہے۔ کہتے تھے:

”لالچی کہیں کی! پانچ سال بعد تین دینی پڑیں گی! دیکھ لینا!“

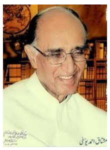

(مشتاق یوسفی کی ’’چراغ تلے‘‘ سے ماخوذ)

چوہدری محمد علی مضطر عارفی

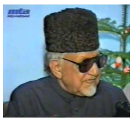

نعرہ زن بزم میں جب تو ہو گا
کس کو جذبات پہ قابو ہوگا
زیست کی کوئی تو صورت ہو گی
چین کا کوئی تو پہلو ہوگا
رات بھر سیر چراغاں ہوگی
کہیں جگنو کہیں آنسو ہوگا
ہم چلے جائیں گے اُٹھ کر تنہا
یہ بھی فریاد کا پہلو ہوگا
قیس تنہائی سے ڈرتا کیوں ہے
دشت میں کوئی تو آہُو ہو گا
کس کو حاصل ہے دوام اے ساقی
ہم نہیں ہوں گے تو کیا تُو ہو گا
جس نے گرتوں کو سنبھالا مضطرؔ
وہ مرے یار کا بازو ہوگا

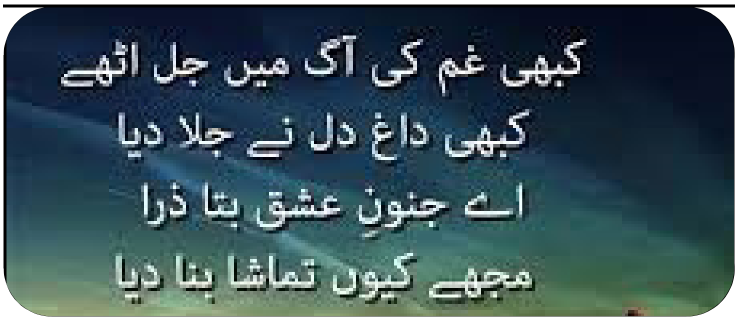

متوازن غذا صحت مند زندگی کی ضامن

......جویریہ صدیق......

اکثر ایک جملہ جو سماعتوں سے ٹکراتا ہے وہ ہے کہ اُف میرا وزن کتنا بڑھ گیا ہے میں کیا کروں ؟ کچھ نا بھی کھاؤں تب بھی موٹاپے میں کوئی کمی نہیں... بہت ٹوٹکے کر لیے فاقے بھی، لیکن وزن ہے کہ ملنے کا نام نہیں لے رہا۔ ان دونوں جملوں سے یہ ہی بات ثابت ہوتی ہے کہ ضرور کہیں نا کہیں ہم غذا میں موجود حرارے اور غذائی اجزا کا مناسب حصہ نہیں لے رہے۔ اگر ہم اپنی غذا میں کیلوریز یعنی حرارے اور غذائی اجزا نیوٹرنٹس کا استعمال صحیح رکھیں تو ہم اللہ کی دی ہوئی تمام نعمتوں سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ متوازن غذا کے استعمال سے نا ہی ہمارے وزن میں اضافہ ہوگا اور نا ہی کمی بلکہ ایک متوازن وزن کے ساتھ ہم چست و توانا زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

ہم پاکستانی عام طور پر سہل پسند ہیں اور چکنائی سے بھرپور غذا کے شوقین ہیں۔ لہٰذا اس کے باعث بہت سے افراد کے وزن میں اضافہ دیکھا جاتا ہے۔ سارا دن دفتر یا گھر میں ایک ہی جگہ بیٹھ کر کام کرنا اور دوپہر اور رات کو خوب تیل میں بنے کھانے تناول کرنے کے بعد سو جانا۔ اس ہی سہل پسندی، مرغن کھانوں کے باعث پاکستانی بہت سی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں جن میں ہائی بلڈ پریشر، موٹاپا، دل کے امراض، شوگر اور دیگر امراض شامل ہیں۔ اگر موٹاپے اور اس کے باعث ہونے والی دیگر بیماریوں سے بچنا ہے تو ہمیں اپنے طرز زندگی میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ یہ تبدیلی بہت آسانی سے متوازن غذا اور ہلکی ورزش سے لائی جاسکتی ہے۔

وزن میں کمی کے لیے ضروری ہے کہ اپنی روزمرہ خوراک میں سے پانچ سو حرارے اگر ہر روز مائینس کر دیں تو وزن بہت آسانی سے کم کیا جاسکتا ہے۔ ایک پاؤنڈ فیٹ 'چربی' تین ہزار پانچ سو حرارے کے برابر ہوتا ہے۔ اگر آپ روز کھانے میں پانچ سو کیلوریز کم کر دیں گے تو ہفتے میں آپ ایک پاؤنڈ فیٹ 'موٹاپا' کم کر سکتے ہیں۔ خوراک میں لحمیات، نشاستے اور حیاتین پر مشتمل خوراک لی جائے۔ اس کے ساتھ ورزش کی جائے تاکہ وزن میں اور کمی آئے، ہفتے میں پانچ دن صرف تیس منٹ سے چالیس منٹ کی ورزش ایک ہفتے میں پچیس سو کیلوریز برن کر دے گی۔ اس ورزش میں ہلکی واک، رسی کودنا، جاگنگ کرنا شامل ہیں۔ اس طرح آپ ہفتے میں بنا فاقہ کیے دو کلو وزن کم کر سکتے ہیں۔

اگر وزن مناسب کرنا مقصود ہو تو ایک نارمل آدمی اس روٹین کو اپنا سکتا ہے اور وزن کم کر سکتا ہے۔ صبح فجر کی نماز کے بعد پندرہ سے بیس منٹ چہل قدمی کی جائے اور کھلی فضا میں گہرے سانس لیے جائیں۔ شروع میں بہت زیادہ دیر کے لیے جاگنگ یا واک نا کریں پندرہ منٹ کافی ہیں بتدریج اس کو تیس منٹ تک لے جائیں۔ واک سے واپس آنے کے بعد ناشتہ لازمی کریں۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ناشتہ چھوڑ دینے سے وہ وزن کم کر لیں گے یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اگر آپ صبح ناشتہ نہیں کریں گے تو آپ سارا دن تھکاوٹ محسوس کریں گے۔ اس لیے ناشتہ لازمی ہے۔ آپ اپنی عمر وزن اور طبی مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ناشتے میں غذا کا استعمال کریں۔ ایک صحت مند فرد کے لیے ایک گلاس دودھ، براؤن بریڈ کا سلائس اور ابلا ہوا انڈا بہترین ناشتہ ہے۔ آفس یا تعلیمی ادارے میں پہنچنے کے بعد کوشش کریں کہ آپ لفٹ کے بجائے سیڑھیوں کا استعمال کریں دوپہر گیارہ بجے کم شکر اور چکنائی کے بغیر دودھ کی چائے لیں اور اس کے ساتھ بھی بریڈ کا ایک سلائس یا بنا کریم کے بسکٹ کھائیں۔ دو بجے تک لنچ لازمی کریں جس میں آپ آدھی چپاتی، سلاد، سبزی، دال لے سکتے ہیں اس کے ساتھ پھل بھی اپنی صحت اور طبی مسائل کو زیر نظر رکھ کر استعمال کریں۔ سیب، کینو کیلا، خربوزہ، گریپ فروٹ ہفتے بھر کے مینو میں شامل رکھیں۔ ایک وقت میں ایک ہی پھل کافی ہے۔ ناشتے سے لے کر لنچ تک پانی کا استعمال بھی زیادہ رکھیں۔ تلی ہوئی اشیاء پراٹھے، فاسٹ فوڈ، چپس برگر، پکوڑے سموسے، کیک، رول، چاٹ وغیرہ سے دور رہیں۔ شام چار کے قریب اگر چائے کی طلب ہو تو اس کے بجائے گرین ٹی بنا شکر کے استعمال کریں۔ دن میں ۲ بار اس کا استعمال طبی حوالے سے بہت مفید ہے۔

ذروں کی کہانی - آصف کی زبانی

شاگرد استاد کی کرسی پر

(آصف علی پرویز)

دوست: آپ نے پچھلی ملاقات میں ذکر کیا تھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو کیمبرج میں لیکچرر فزکس کی پیشکش ہوئی تھی تو آپ نے اس بارے میں کیا فیصلہ کیا؟

آصف: ڈاکٹر عبدالسلام کو اپنے وطن کی مٹی سے والہانہ محبت تھی۔ آپ کی شدید خواہش تھی کہ پاکستان میں ہی رہ کر ملک کی خدمت کریں اور پاکستان کے تعلیمی معیار کو ترقی یافتہ ممالک کے درجہ تک پہنچائیں۔ آپ کو خوب اندازہ تھا کہ پاکستان اور مغربی ممالک میں تعلیمی معیار میں غیر معمولی فرق ہے۔

دوست: لیکن گورنمنٹ کالج میں تو آپ سے ناروا سلوک کیا گیا اور پھر تحقیق کے مواقع بھی تو نہ ہونے کے برابر تھے۔

آصف: آپ کی یہ بات صحیح ہے۔ اِدھر روسی نژاد پروفیسر نکولس کیمر کی شدید خواہش تھی کہ ان کی جگہ پر ڈاکٹر سلام صاحب ہی آئیں۔ چنانچہ انہوں نے حکومت پنجاب کو ایک خط لکھا۔

دوست: کیا آپ مجھے اس خط کی تفصیل سے آگاہ کر سکتے ہیں

آصف: کیوں نہیں! پروفیسر کیمر نے اپنے خط میں لکھا:

”میں یہ اپنا فرضِ منصبی سمجھتا ہوں کہ آپ کو ان حالات سے آگاہ کروں جن میں ڈاکٹر سلام کو کیمبرج میں لیکچرار کی پیشکش کی گئی ہے۔ میں شعبہ ریاضی اور اس تعیناتی کمیٹی کا ممبر ہوں جس نے سلام کو ملازمت کی پیشکش کی ہے۔ علاوہ ازیں میں اس کا استاد بھی رہا ہوں۔ چنانچہ اس ناطے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا دوست بھی ہوں۔ میں اسے ایک عظیم نظریاتی طبیعات دان سمجھتا ہوں۔ بطور انسان مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ اپنے ملک سے محبت اسے اس ملازمت کو قبول کرنے میں حائل رہی ہے۔ میرا اس خط لکھنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ شاید اس سلسلے میں کچھ کام آ سکوں۔“

دوست: کیا ہی اعلیٰ انداز میں تعریف ہے لیکن ساتھ ہی ڈاکٹر عبدالسلام کی وطن سے محبت کا اعتراف بھی انہوں نے کیا۔ اور کیا لکھا ہے؟

آصف: وہ مزید لکھتے ہیں:

”جدید نظریاتی طبیعات بہت ترقی یافتہ، مشکل اور ہیجان خیز ہے اور اس میدان میں ڈاکٹر عبدالسلام کا مرتبہ بطور محقق بہت بلند ہے۔ کیمبرج میں مجھے بہترین دماغی صلاحیت رکھنے والے طلباء کے انتخاب کا موقعہ ملتا تھا۔ سینٹ جان کالج کی فیلوشپ اور انسٹی ٹیوٹ فار ایڈوانس سٹڈیز پرنسٹن امریکہ Institute for Advance Studies Prestion کی ممبر شپ اور ہمارے شعبہ کی طرف سے انہیں ملازمت کی پیشکش میرے نکتہ نظر کو ثابت کرتا ہے۔

کیمبرج میں لیکچرر شپ اچھے اساتذہ کو ہی پیش کی جاتی ہے۔ ہم صرف انہیں ملازمت دیتے ہیں جنہوں نے نمایاں تحقیقی کام کیا ہوتا ہے۔ موجودہ صورت میں ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ سلام ہی دنیا کا وہ واحد شخص ہے جو اس عہدہ کے لئے موزوں ترین ہے۔ میرے ایڈنبرا میں جانے سے پہلے اگر وہ یہ پیشکش قبول کر لیتے ہیں تو مجھے ازحد خوشی ہوگی کہ میں نے بہترین ہاتھوں میں چارج دیا ہے۔“

دوست: لوگ تو چھوٹی چھوٹی نوکریوں کیلئے درخواستوں پر درخواستیں لکھتے ہیں اور ایک ہمارے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ہیں کہ خود یونیورسٹی لیکچرار کی پیشکش کر رہی ہے۔

آصف: ہیرے کو پرکھنا اور پھر اس کی قدر کرنا کوئی کوئی جانتا ہے! اب میں آپ کو ان کے خط کا بقیہ حصہ سناتا ہوں۔ پروفیسر کیمر نے اپنے خط میں مزید لکھا:

”ڈاکٹر عبدالسلام اپنی عمر کے اس حصہ میں ہیں جسے سائنسی تحقیق کیلئے بہترین عمر قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر اس میدان میں دیگر محققین کے شانہ بشانہ کام کریں تو یقیناً سال بہ سال ان کی شہرت اور وقار میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اور جلد ہی وہ ایک ایسی شخصیت بن جائیں گے جن کے پاس دنیا کے کونے کونے سے طلباء اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے آئیں گے۔ خواہ وہ کسی جگہ اور کہیں بھی مقیم ہوں۔ پھر چند سال بعد وہ واپس لاہور جا سکتے ہیں۔ یا جہاں بھی وہ جانا چاہیں۔ اگر انہیں مالی وسائل میسر ہوں تو وہ نظریاتی طبیعات کیلئے ایک سکول بھی قائم کر سکتے ہیں۔ جس کی ساکھ اور شہرت بہت اعلیٰ ہوگی۔ لیکن اگر وہ ابھی لاہور میں رہنا پسند کریں تو ان کا سائنسی رابطہ منقطع ہو جائے گا اور دوسروں کو ابتدائی تعلیم دینے سے یقیناً وہ سائنسی اور تعلیمی کامرانیاں حاصل نہیں کر سکیں گی۔ کیونکہ نظریاتی طبیعات میں بہترین نوجوان سائنس دان اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتے جب تک وہ اپنے تحقیقی کام پر خصوصی توجہ نہ دیں۔ اور وہ ان لوگوں سے نہ ملیں جو اسی میدان میں تحقیق کر رہے ہیں۔“

اور پھر آخر میں انہوں نے لکھا:

’’مجھے امید ہے کہ کیمبرج کی ملازمت کی پیشکش قبول کرنے میں آپ عبدالسلام کی مدد کریں گے۔ ایسا کرنے سے آپ نہ صرف عالمی سائنس کی مدد کریں گے بلکہ اپنے ملک کے عظیم شہری کی بھی۔‘‘

دوست: کتنا پر اثر خط ہے اور ڈاکٹر عبدالسلام کی ذہانت کو بہترین خراج تحسین۔ مجھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک ارشاد یاد آرہا ہے۔حضورؓ فرماتے ہیں:

’’صحیح معنوں میں احمدی وہی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ یورپ، امریکہ، جاپان، چین غرضیکہ دنیا کے ہر ملک کے بڑے بڑے مورخ، فلاسفر اور سائنسدان لائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے شاگرد ہیں ان کو پڑھاؤ اور پھر اس کے لئے تیاری کرتے ہیں۔‘‘ (الفضل 14 اپریل 1943)

آصف: یہ لگتا ہے کہ یہ ارشاد خاص آپ کیلئے ہی ہے۔لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ جماعت احمدیہ میں ایسے سائنسدان پیدا ہوتے رہیں گے۔

دوست: آپ کو بھی تو کچھ عرصہ ایک بین الاقوامی ادارے یعنی International Computer Ltd. میں کمپیوٹر کی اعلیٰ تعلیم دینے کا موقع ملا!

آصف: میں تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ مجھے بطور Training Consultant اس ادارہ میں پڑھانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ میرے اکثر شاگرد کمپیوٹر کے ماہر اور PhD ہوتے تھے اور ساری دنیا سے آتے تھے۔صرف اس سے ہی اندازہ لگالیں کہ میرے دو ہفتے کے کورس کی فیس دو ہزار پاؤنڈ تھی! اور میں دوسرے ملکوں میں جا کر بھی لیکچر دیتا تھا۔

دوست: تو کیا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اپنے انگلستان کے قیام کے دوران اس پیشکش کو قبول کرلیا۔

آصف: نہیں فوری طور پر نہیں! انہیں اپنے وطن سے بہت محبت تھی۔ وہاں ان کے بزرگ، والدین بہن بھائی اور دوسرے دوست احباب تھے لیکن دوسری طرف پرنسپل صاحب کے رویہ اور تحقیقی ماحول کی عدم موجودگی انہیں تحریک کرتی کہ وہ اس پیشکش کو قبول کرلیں۔ تاہم آپ حامی بھرے بغیر پاکستان واپس آگئے۔

دوست: کیا ان کے پرنسپل صاحب یا دوسرے افسران نے ان سے اس موضوع پر بات کی۔

آصف: مجھے یہ تو علم نہیں کہ محترم پرنسپل صاحب نے ان سے اس موضوع پر کوئی بات کی۔لیکن جب سیکرٹری تعلیم حکومت پنجاب ایس ایم شریف (جو انہیں ان کے زمانہ طالبعلمی سے جانتے تھے) کو اس بات کا علم ہوا کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو اتنا بڑا اعزاز مل رہا ہے۔تو انہوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ وہ یہ پیشکش فوراً قبول کرلیں کیونکہ یہ نہ صرف ان کیلئے بلکہ پورے پاکستان کیلئے ایک بہت بڑا اعزاز ہوگا۔انہوں نے آپ کو یہ پیشکش بھی کی کہ اگر وہ اپنی گورنمنٹ کالج لاہور کی نوکری نہیں چھوڑنا چاہتے تو ڈیپوٹیشن Deputation پر ہی وہاں چلے جائیں۔لاہور میں یہ باتیں ہورہی تھیں کہ کیمبرج سے آپکو ایک تار ملا کہ وہ پیشکش کو قبول کرنے کے بارے میں 30 ستمبر 1953ء تک اپنے فیصلہ سے آگاہ کریں۔

دوست: اب تو ان کے پاس فیصلے کیلئے بہت کم وقت رہ گیا تھا۔ضرور انہوں نے اپنے والدین سے مشورہ کرکے آخری فیصلہ کیا ہوگا۔

آصف: والدین کی رائے تھی کہ وہ اپنے کیریر کا آخری فیصلہ خود کریں تاہم وہ ان کے فیصلہ کو خوشی سے قبول کرلیں گے۔ بہت غوروخوض اور دعاؤں کے بعد آپ نے سینٹ جان کالج کیمبرج کو تار دے دیا کہ انہیں پیشکش قبول ہے۔ تاہم انہیں پاکستان میں بعض معاملات نپٹانے ہیں اس لئے وہ یکم جنوری 1954ء کو کیمبرج میں کام شروع کردیں گے۔

دوست: اہم فیصلے کرنے کتنے مشکل ہوتے ہیں لیکن آپ نے یقیناً صحیح فیصلہ کیا!

آصف: بالکل۔ پروفیسر عبدالسلام نے اسے اپنی زندگی کا بڑا اہم موڑ قرار دیا۔انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا کہ:

’’میں اپنا وطن کسی صورت میں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا لیکن وطن نہ چھوڑتا تو میں سائنس کا ’’معیاری‘‘ استاد کبھی تسلیم نہ کیا جاتا۔‘‘

دوست: آپ نے کب پاکستان چھوڑا؟

آصف: دسمبر 1953ء کے آخر میں آپ اپنی بیگم اور اڑھائی سالہ بیٹی کے ہمراہ بحری جہاز سے انگلستان روانہ ہوگئے۔

دوست: کیمبرج میں آپ نے کیا کیا تاریخی کارنامے سرانجام دیئے؟

آصف: اس کا تفصیلی ذکر اگلی محفل میں کریں گے۔انشاءاللہ۔